مولای صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است — خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۲۱ سائیڈ اے ۱۹۸۳ء - ۵ - ۲۰

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔[1]

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: (دُنیا و آخرت میں قرابت و مرتبہ میں اور دینی مددگار ہونے کے اعتبار سے) تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے لیے حضرت ہارونؑ تھے بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور اور اُن کے مناقب کی بات تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ہے "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی" مجھ سے ایسا ہی رشتہ یا تعلق رکھتے ہو جیسے ہارون

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

علیہ السّلام اور حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کا تھا، تو تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ علیہ السلام سے اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فضیلت کی روایتیں بہت زیادہ ہیں اور سندیں بھی اُن کی عُمدہ ہیں جیّد سند کی ہیں، اتنی بڑی تعداد میں فضیلت کی حدیثیں کسی اور صحابی کے متعلّق نہیں ہیں جتنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلّق ہیں۔

امام احمدؒ اور نسائی اور اِن کے علاوہ اور حضرات یہ بات فرماتے ہیں۔ وجہ اُس کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُن کے دَور میں مخالفت بہت ہوئی ہے۔ اتنی مخالفت کسی کی پہلے نہیں ہُوئی تھی کبھی تو چونکہ اُن کی مخالفت بہت کی گئی اس بناء پر اُن کے بارے میں جس صحابی کو جو معلوم تھا وہ اُس نے بتلایا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلّق فضائل بہت سارے جمع ہو گئے۔ اُن میں ایک حدیث یہ بھی ہے کہ تم میرے سے ایسے ہو ——— جیسے حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے نسبت رکھتے تھے ایسے تم ہو، لیکن میرے بعد نبی کوئی آنے والا نہیں ہے۔ نبی تم نہیں ہو، بہت بڑی فضیلت کی بات ہے، بُخاری شریف میں بھی ہے۔ مُسلم شریف میں بھی ہے یہ روایت، تو ان فضیلت کی چیزوں کی نشر واشاعت کی وجہ مخالفت ہے۔

مَیں ذکر یہ کر رہا تھا کہ اُن کا دَورِ خلافت جب شروع ہوتا ہے تو اُن سے باغیوں نے اصرار کیا کہ آپ بیعت لیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منع فرما دیا کہ نہیں یہ نہیں ہو گا۔ مَیں بیعت نہیں لوں گا اور یہ حق تمہارا نہیں ہے کہ تم کسی کو خلیفہ چُنو اور پھر اور مدینہ شریف کے جو لوگ تھے انھوں نے بھی کہا، لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ حق جو ہے یہ اہلِ بدر کا ہے صحابہ کرام کے درجات جو ہیں وہ کئی شمار کیے جاتے ہیں۔ سب سے افضل صحابہ میں تو وہی ہیں جو عشرہ مبشّرہ ہیں دس جنتی حضرات، اور پھر اہلِ بدر ہیں اور پھر اہلِ بیعتِ رضوان ہیں۔ حدیبیہ کے موقع پر جنھوں نے بیعت کی تھی جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہ ہم جمے رہیں گے ثابت قدم رہیں گے چاہے مارے جائیں، تو اُس پر آیت اُتری تھی۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اللہ تعالیٰ نے اُن مومنین کو اپنی رضا سے نوازا دیا ہے جب وہ لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے، درخت کے نیچے بیعت ہو رہے تھے اُس وقت خُداوند کریم کی رحمتِ کاملہ اُن کی طرف متوجہ تھی۔ لہٰذا وہ

سارے کے سارے (اُونچے درجے والے ہیں)، اسی طرح حدیث میں آتا بھی ہے کہ یہ بیعتِ رضوان والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا تو یہ بہت بڑی فضیلت ہے بہت بڑی فضیلت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ" آج تم دُنیا کے سب سے بہترین لوگ ہو (اَوْ کَمَا قَالَ علیہ السلام) اُن کی فضیلت کے یہ کلمات بخاری شریف میں آتے ہیں تو سب سے اوّل نمبر جو آتا ہے فضیلتوں میں وہ تو ہے عشرہ مبشرہ کا دوسرا نمبر جو آتا ہے وہ اہلِ بدر کا ہے۔ وہ تین سو تیرہ حضرات ہیں۔ پھر اُن کے بعد اہلِ حدیبیہ ہیں اصحابِ بیعتِ رضوان اُن کا نمبر آتا ہے۔ اُن میں منافق بھی تھے۔ اُنھوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ بھاگ گئے چھپ کر کھڑے ہو گئے اُونٹ کے پیچھے کوئی کجاوے کے پیچھے کوئی کہیں۔ کوئی کہیں اس طرح سے چند ایک ایسے نام بھی ان میں آتے ہیں، لیکن جن لوگوں نے بیعت کی اُن کا درجہ بہت بڑا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو یہ تدبیر کی تھی اپنی شہادت کے وقت کہ جو حضرات عشرہ مبشرہ میں سے زندہ ہیں اُن میں سے کسی کو بنا لینا جس کو چاہے بنا لینا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے ہیں رشتے میں اور فاتح ہیں قادسیہ کے، ایران کے بھی فاتح ہیں اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ کوفہ والوں نے اُن پر نکتہ چینی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی معلوم ہُوا کہ نکتہ چینی غلط قسم کی ہے بے وجہ بے اُصول تو اُن کو بحال چھوڑ دینا چاہیے تھا وہاں پر، لیکن بحال بھی نہیں چھوڑا بُلا لیا اپنے پاس اپنے پاس بُلانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحابی ہیں جلیل القدر ہیں لوگ اِس طرح کی باتیں کریں گے تو اِن کا درجہ لوگوں کی نظر میں کم ہوگا اس واسطے اُن کو وہاں سے بُلا لیا، شہادت کے وقت فرمایا تھا کہ اِنْ اَصَابَتِ الْاُمْرَۃُ سَعْدًا فَذَاکَ اگر امارت سعد کو پہنچے تو وہ اہل ہیں اِس کے، وَاِلَّا فَلْیَسْتَعِنْ بِہٖ اَیُّکُمْ مَا اُمِّرَ ورنہ تم میں سے جو بھی امیر بنے اُن سے مدد لیتا رہے مشورہ لیتا رہے۔ فَاِنِّیْ لَمْ اَعْزِلْہُ عَنْ عَجْزٍ وَّلَا خِیَانَۃٍ، یہ مت سمجھنا کہ میں نے اُنھیں کوفہ سے معزول کیا تھا تو اب وہ امیر ہونے کے قابل نہیں رہے میں نے کسی عاجزی یا کسی خیانت کی وجہ سے نہیں معزول کیا تھا اُنھیں بلکہ وجہ اور تھی معزول کرنے کی، اُس سے کوئی کمی نہیں آئی اُن کے درجے میں، وہ اُسی طرح سے ہیں اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو دَور آیا ہے تو یہ حضرات اور بھی کم ہو گئے کیونکہ اِن میں

سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کم ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کم ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کم ہو گئے۔ اب کیا کریں وہ ؟ اب اُنھوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ مَیں اُس وقت تک بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ اہلِ بدر نہ آئیں، اگر اہلِ بدر آگئے اور اُنھوں نے مجھ سے فرمائش کی اُن کا اتّفاق ہوا تو میں بیعت لوں گا خلافت کی، ورنہ میں بیعت نہیں لیتا، تو اَب اہل بدر جتنے بھی تھے حیات اور موجود مدینہ منوّرہ میں وہ سب آئے کچھ حضرات موجود بھی نہیں تھے اور رہ بھی گئے تھے کم کیونکہ ۳۲ھ میں شمار کیا صحابہ کرام نے اہلِ بدر کو ایک ضرورت پیش آگئی تھی وہ ضرورت یہ تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہر صحابی کو جو بدری ہو اُس کے لیے اُنھوں نے دینار کی وصیّت کی تھی کہ اتنے اتنے دینار میرے مال میں سے ہر بدری صحابی کو دے دینا، تو اُنھوں نے شمار کیا جب شمار کیا تو وہ سو تھے عثمان رضی اللہ عنہ سمیت، امیرالمومنین سمیت، حضرت عثمان رضؓ کو بھی وہ حصّہ ملا ہے اور سب کو ملا ہے جو جو تھے حیات یہ ۳۲ھ کی بات ہے ۳۲ھ سے لے کر ۳۵ھ تک تین سال اور گزرے۔ ان میں اور بھی صحابۂ کرام دُنیا سے رُخصت ہو گئے تو کوئی اسّی کے قریب حضرات اس وقت حیات تھے۔ اُن میں سے جو حضرات مدینہ شریف میں تھے وہ حضرات حاضر ہوئے جب وہ آئے تو پھر آپ نے بیعت لی ہے اس طریقے پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی ہے اُس کے بعد پھر بیعت جو عام ہوتی ہے　وہ مسجد میں جاکر ہوئی ہے　جیسے ووٹنگ کا سلسلہ ہے۔ عام پہلے رائے ہو گئی کچھ خاص لوگوں کی اُس کے بعد عام رائے　ہو جائے تو یہ ووٹ جو ہے اُس کا بدل ہے تعداد بھی بڑھ گئی طریقے میں بھی کچھ فرق کر دیا۔ ورنہ یہ تھا کہ گویا پہلے رائے لے لی جاتی تھی خاص لوگوں کی اُس کے بعد عام بیعت ہُوا کرتی تھی تو بیعتِ عامہ جو ہُوئی ہے وہ بعد میں ہُوئی ہے اور بیعت عامہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سب سے پہلے کی ہے اور اُس پر کچھ بُرے لوگ جو تھے شریر قسم کے اُنھوں نے کہا بھی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی ہے اور اُن کا　ہاتھ جو ہے وہ شَل ہاتھ ہے بے کار ہاتھ ہوا ہوا ہے اس بے کار ہاتھ سے بیعت کی ہے اب خلافت بھی ایسے ہی چلے گی بے کار یہ جُملہ بڑا توہین کا جُملہ ہے کیونکہ اُن کا ہاتھ جو بے کار ہُوا تھا وہ اُحد کے دن بے کار ہُوا تھا جس وقت جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوٹیں آئی ہیں　تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُٹھا کر پہاڑی پہ لے گئے پہاڑی پر ایک چشمہ بھی تھا اور پہاڑی پر جانے

میں فائدہ ہے نیچے سے کوئی چڑھے گا تو اُوپر سے پتھر ہی مار دے آدمی تو بھی وہ نیچے والا زخمی ہو جاتا ہے چڑھنے کی ہمّت نہیں کر سکتا، پہاڑی پر وہ لے جا رہے ہیں تو جب دیکھا کافروں نے کہ وہ لے جا رہے ہیں تو انھوں نے تیر مارے ان کے پاس ڈھال نہیں تھی۔ اتفاق سے رہ گئی ہوگی کہیں، پریشانی کا عالم تھا تو انھوں نے یہ کیا کہ اپنا ہاتھ کر دیا کہ تیر نہ لگنے پائے حضورؐ کو تو ایک تیر لگا ہاتھ پر روک لیا۔ پھر اور آیا تیر دوسرا بھی روک لیا تیسرا بھی روک لیا اس طرح سے جب وہ ہاتھ پر روکتے رہے تو ہاتھ کا جو گوشت تھا وہ اُکھڑ گیا اب ہاتھ میں ہڈیاں رہ گئیں۔ دوبارہ گوشت آنا اور ہڈیوں کا بھر جانا گوشت سے پُوری طرح یہ بہت مشکل کام ہے جو کام کیا انھوں نے وہ بھی سوائے اس کے کہ اللہ کی توفیق تھی ورنہ تو ایک دفعہ چوٹ لگ جائے تو دوبارہ آدمی ہاتھ نہیں بڑھا سکتا مگر یہ جذبہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے چوٹ نہ آنے پائے۔ اس جذبہ میں آکر وہ اس طرح سے برابر بچاؤ کرتے رہے اور بچاؤ ہوتا بھی رہا۔ حتّٰی کہ اُوپر چڑھ گئے محفوظ جگہ پہنچ گئے تو یہ بہت بڑا کام تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں انھوں نے کیا انجام دیا وَقٰی بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہاتھ تو شل ہے اس طرح ہے یہ ہے وہ ہے تو اس ہاتھ سے کیا کام چلے گا کیسے ہوگا اس ہاتھ سے جب بیعت ہو گی وہ بیعت بھی تو ایسی ہو گی حالانکہ ایسا ہاتھ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں زخمی ہوا ہو ناکارہ ہوا ہو کام میں آیا ہے وہ ناکارہ نہیں ہوا اور وہ ہاتھ ناکارہ نہیں ہے بلکہ بہت مُبارک ہے اور بہت بڑا ہے بہت مسعود ہے، بڑی سعادتوں والا ہے تو ان لوگوں میں جو جمع ہو گئے تھے۔ جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بھی افسوس نہیں کیا وہ اگر اس طرح کی بکواس کر بھی دیں تو کون سی بڑی بات تھی۔ بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت پر جو رضامندی ظاہر فرمائی ہے تو وہ اس وقت کہ جب اہلِ بدر آئیں، اہلِ بدر آئیں گے تو پھر میں بیعت لوں گا اہلِ بدر آئے پہلے اہلِ بدر بیعت ہوئے تو گویا انھوں نے (حضرت علیؓ نے) انتخاب کا دائرہ وسیع کر دیا۔ پہلے تو وہ لوگ انتخاب کرتے تھے جو عشرہ مُبشرہ میں سے تھے۔ اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا دائرہ وسیع کر دیا کہ اہلِ بدر جتنے حیات ہیں وہ انتخاب کریں اس سے ایک خاص بات اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ انقلاب لانے والوں میں روحِ رواں ہوں اُن کا درجہ مقدم ہوتا ہے۔ درجہ بدرجہ وہ آنے چاہییں حکومت پر اور چونکہ انھوں نے قربانی دی ہوتی ہے اس لیے حکومت بھی صحیح چلتی ہے۔

بقیہ بر صہ ۵۸

اگر بالفرض میرے جد امجد حضرت مولانا السید محمد میاں صاحب اور والد ماجد رحمہما اللہ نے مولانا سندھیؒ کے
ے میں کچھ تحریر نہیں فرمایا تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ کسی خاص معاملہ میں سکوت یا تحریر نہ
ا واقعہ کی نفی اور عدم کو مستلزم نہیں ہوا کرتا۔

میرا ارادہ تو یہی تھا کہ آپ کے خط کا بالکل مختصر جواب تحریر کر دوں مگر بے ارادہ خط اتنا
ل پکڑ گیا کہ مجھ اختصار پسند کو خود اس پہ تعجب ہو رہا ہے۔ آخر میں پھر یہ بات دہرا دوں کہ میرے
یک حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہ کی تحریر محاکمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا حضرتؒ کے اخبار مدینہ بجنور
ے مضمون پر بندہ کو اطمینان ہے مزید بحث میں اُلجھنا نہیں چاہتا اگر اسی سلسلہ میں آپ مزید
ہ تحریر کرنا چاہتے ہیں تو خوشی سے کریں، مگر بندہ مزید سوال و جواب سے پیشگی معذرت خواہ ہے۔
رہی صاحب مدظلہم اپنے والد صاحب اور دیگر پرسان احوال کی خدمت میں سلام اور دُعا کی درخواست۔

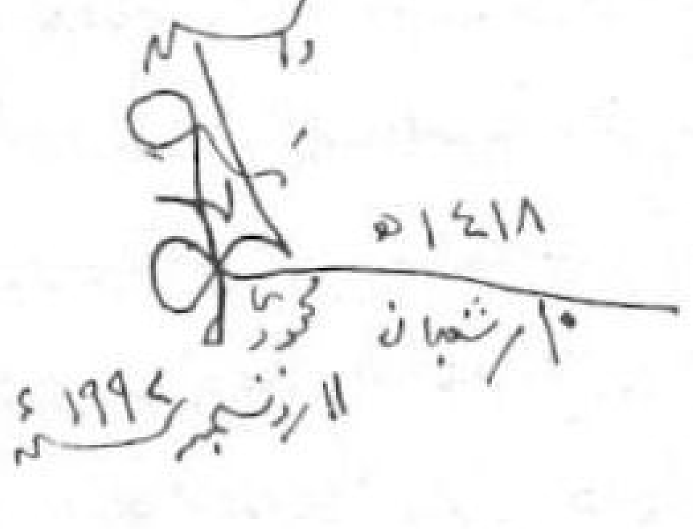

بقیہ: درسِ حدیث

باقی جس نے قربانی نہ دی ہو اگر وہ قابض ہو جائے حکومت پر تو وہ نہیں جان سکتا قدر اُس کی، وہ صحیح طرح
نہیں چلا سکتا تو سب سے پہلا درجہ جو تھا وہ تو بنتا ہے عشرہ مُبشرہ کا، اُن کے بعد سب سے اعلیٰ
درجہ قُربانی دینے والوں میں اہلِ بدر کا ہے تو معلوم ہُوا کہ حق جو ہوتا ہے اُن لوگوں کا زیادہ ہوتا ہے جو
قربانیاں دیے ہُوئے ہوتے ہیں اور جو انقلاب لاتے ہیں اُن میں سب سے زیادہ اعلیٰ درجہ اُنھیں
حضرات کا ہوتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انتخابی دائرہ وسیع کر دیا کہ یہ جسے منتخب کریں وہ ہوگا
چنانچہ پہلے منتخب کیا اُنھوں نے بعد میں بیعتِ عامہ ہوگئی۔

آگے انشاء اللہ اور عرض کریں گے۔ اللہ ہم سب کو اِن سب کی محبّت دے اور ساتھ عطا
فرمائے۔ (آمین)